تصریحات

علماء کرام کا ہر دور میں ایک کردار، عظیم اور باوقار کردار رہا ہے۔ وہ کردار جس پر ہماری تاریخ نازاں اور دنیا حیران و ششدر رہی ہے۔ قرن اولیٰ کہ خیر القرون تھا اور علماء ملت خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست تربیت یافتہ تھے۔ ان کی جرأت و شہرت تو دیدنی و گفتنی تھی ہی۔ اس قرنِ خیر کے بعد کے علماء نے بھی حق کی سربلندی اور کلمۂ حق کی پشتیبانی کے لیے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے وہ ناقابلِ فراموش ہیں، حضرت امام ابوحنیفہؒ جس طرح پسِ دیوارِ زنداں زندگی گذار گئے اور حقانیت و صداقت کی خاطر موت کا جام نوش کر لیا اس نے سقراط کے زہر کے پیالہ کی داستان کو بھی دھندلا کر رکھ دیا۔

امام مدینۃ النبی، امام مالکؒ نے حریم طیبہ میں اپنی پشت کوڑوں سے داغدار کروالی، چہرے پر کالک ملوائی۔ اس کوچہ و بازار میں رسوائی اور تشہیر گوارا کر لی جس نے پائے حبیب کو بوسے دیئے تھے اور جس کے احترام میں امام نے کبھی جوتا پہننا پسند نہ کیا تھا، اس شہر پر بہار میں جہاں اپنے تو درکنار بیگانے بھی امن و سلامتی میں آجاتے تھے، اس شہر میں یہ سب کچھ پسند کیا۔ پر لمحہ بھر کے لیے سچ سے علیحدگی اور حق سے دوری برداشت نہ کر سکے۔ اور امام دارالسلام، عروس البلاد، اور مدینۃ العلماء، بغداد کے امام احمد بن حنبلؒ نے اس کے چپہ چپہ پر اپنے خون کے چراغ جلائے اور لہو کے دیئے روشن کئے۔ اور برسہا برس تک ان کی لو کو مدھم نہ ہونے دیا، مامون کے زمانہ میں پھر معتصم کے دورِ حکومت میں پھر واثق کے ایامِ سلطنت میں ملامت گر آتے رہے۔ اہلِ علم سمجھاتے رہے۔ اہلِ تاویل ورغلاتے رہے اور اہلِ ارباب ڈراتے رہے دھمکاتے رہے۔ لیکن وہ

مردِ حق مردِ درویش چراغ اپنا جلاتا رہا۔ یہاں تک کہ چوتھا حکمران متوکل سریر آرائے سلطنت ہوا۔ اب روشنی کے لیے تیل ختم ہونے کو تھا۔ قلتِ طعام اور کثرتِ صیام نے جسم کی توانائیوں کو ختم کرکے رکھ دیا تھا۔ تین حکمرانوں کی بیدزنی نے انجر پنجر ہلا دیے تھے اور خون کے آخری قطرے نچڑ چکے تھے۔ بڑھاپا ان پر مستزاد ایسے عالم میں حاکمِ وقت سربراہِ سلطنت اپنی ماں کے توسط سفارش اور سہارے سے اس بارگاہِ فقر میں کچھ حال و فعال پیش کرنے کی جسارت کرتا ہے، بوڑھا اور تھکا ہوا جسم تن جاتا ہے۔ میں تو اسے اپنے چچا اسحاق کے پیچھے نماز گوارا نہیں کرتا کہ وہ قربِ سلطانی سے بہرہ ور اور خلعتِ سلطانی سے مفتخر ہے، میں ظالموں سے اشتراک گوارہ نہیں کرسکتا چاہے وہ میرے موقف کا حامی، میری ذات کا قدردان اور مجھے پہلوں کے عذاب اور مصائب سے نجات دلوانے والا ہی کیوں نہ ہو۔

اور اس ظالم معتصم کی بیوی اور رحمدل متوکل کی ماں نے جب اپنے بیٹے کو کہا کہ احمد ایسی روزگار شخصیتیں روز روز جنم نہیں لیتیں کہ کوڑوں کی ضربوں نے حواس باختہ کر رکھے ہوں۔ جسم سے خون رس رہا ہو۔ پاؤں میں زنجیریں اور گردن میں طوق پڑے ہوئے ہوں۔ اور اذان کی آواز کانوں سے ٹکرا جائے تو نماز کی قضا تک برداشت نہ ہو، ایسی شخصیتوں کو اور ان کے وجود کو غنیمت سمجھو، برکت جانو، ان کی مشاورت سے فائدہ اٹھاؤ۔ وزارت سے استفادہ کرو، تب جواب یہ ملے کہ نہ جانے ان لمحات کی جوابدہی کیسے ہوگی جو بن چاہے بے اختیاری اور اضطراری میں صحبتِ سلطان میں گذرے۔

اور یہ اس حکمران کی بات ہے جو صرف نمازی ہی نہ تھا بلکہ خود نماز پڑھایا کرتے اور جمعہ و عیدین کا خطبہ دیا کرتا تھا اور اکابر مؤرخین نے محی السنۃ اور ماحی البدعۃ قرار دیا ہے۔

اور جسے ارتداد کی بیخ کنی اور مرتدین کی سرکوبی کی بنا پر صدیق اور مظلوموں کی دادرسی اور بے کسی داوری کی بنا پر عمر بن عبدالعزیز کا ثانی کہا جاتا ہے۔

سُنّیوں کے چار فقہی مکاتبِ فکر کے تین بڑے ائمہ کرام کی یہ کیفیات جن کا اجمالی تذکرہ ہم نے سطورِ بالا میں کیا اور کچھ اسی قسم کے حالات ائمہ شیعہ کے بھی تھے۔ خواہ وہ جناب باقرؒ سے ہوں یا جناب جعفر صادقؒ سے۔ تاریخ ان واقعات سے بھری پڑی ہے کہ ان حضرات نے کس طرح اذیتیں برداشت کیں۔ دکھ سہے۔ مصائب کو جھیلا لیکن درباداری سے دُور اور قربِ سلطانی سے نفور ہی رہے۔

آئمہ حدیث میں سے اکثر و بیشتر کے بھی یہی احوال تھے۔ امام سفیان کے بارہ میں

منقول ہے کہ انہوں نے اپنے داماد سے اس لیے قطع تعلق کر لیا تھا کہ اس نے سلاطینِ وقت سے راہ و رسم استوار کر رکھے تھے اور امام ابن تیمیہؒ ، امام ابن حزمؒ پر حکمرانوں کی چیرہ دستیاں تو تاریخ کا ایک ناقابل فراموش حصہ بن چکی ہیں ۔

اور یہ وہ سب لوگ تھے کہ علم ان سے مفتخر تھا اور یہ علم کی ثمر ثبت تھے لیکن انہوں نے کبھی حاطب رحیل کے کردار کو پسند نہ کیا کہ حکمرانوں کی خواہشات اور مرضیات سے تعبیر کریں اور قرآن و سنت ان کی منشا و مقاصد کے مطابق ڈھالیں اور اپنے فتووں کی ڈھال سے اُن کے اعمال کو پناہ بخشیں اور دنیوی نعمتوں سے متمتع ہوں اور شاہوں کی قرابت پر اتراتے پھریں ۔ اور ان کے دیئے ہُوئے تمغوں سے اپنی کلاہِ علم کو آراستہ کریں بلکہ وہ راہِ پرخار کے راہی بنے اور عطاءِ سلطانی کو باعثِ عیب و عار جانا کہ یہ بغیر دین فروشی یا نرم الفاظ میں دین کے بارہ میں مداہنت کے سوا حاصل نہیں ہو سکتی ۔

اے کاش کہ اس گروہ وفاکیشان کے وارثین انہی کی تابندہ و درخشندہ زندگیوں کو اپنے لیے اُسوہ و نمونہ بناتے اور انہی کے جادۂ مستقیم پر چلتے ہُوئے آبِ حیات کے وہ آب خورے نوشِ جان بناتے کہ جسے پینے والے کبھی نہیں مرتے کہ ۔

ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شُد بعشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوامِ ما!